تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب	:	اسلام میں عورت کی گواہی آدھی نہیں
نام مصنف	:	سید محمد انور
ناشر	:	وحدت فاونڈیشن پاکستان
طابع	:	ایس ٹی پرنٹرز
قیمت	:	۱۰۰ روپے
تبصرہ نگار	:	طاہر منصوری (☆)

زیر تبصرہ کتاب ہائی کورٹ کے ایک وکیل جناب سید محمد انور صاحب نے لکھی ہے۔ کتاب کی تقریظ سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل جناب ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی صاحب نے تحریر کی ہے۔ جناب عرفانی صاحب نے اپنے فاضلانہ مقدمہ کتاب میں اس امید کا اظہار کیا ہے کہ یہ کتاب عورت کی شہادت کے گم گشتہ اعتبار کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ ان کا خیال ہے کہ ماضی میں اس طرح کی کوشش ابن قیم نے کی تھی جنھوں نے فقہاء مجتہدین اور ائمہ اربعہ سے اختلاف کرتے ہوئے عورت کی شہادت کو ہر لحاظ سے معتبر قرار دیا تھا لیکن ان کے بقول "نقار خانے میں طوطی کی یہ آواز اس قدر نحیف تھی کہ بے اثر رہی"۔

زیر نظر کتاب کا مرکزی خیال یہ دعوی ہے کہ فقہ اسلامی میں عورت کی گواہی پر پایا جانے والا موقف زمانہ تقلید کی پیداوار ہے۔ اس کی بنیاد ایک مخصوص معاشرت تھی جو کہ اب تبدیل ہو چکی ہے۔ دوسرے الفاظ میں عورت کی گواہی ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور یہ ان شرعی احکام میں سے ہے جو زمانے اور واقعات کی تبدیلی سے بدلتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کی گواہی کے مسئلہ پر قرون اولی ہی سے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام میں اختلاف رہا ہے۔

کیا حدود و قصاص میں عورت کی گواہی کے غیر معتبر ہونے سے متعلق فقہاء اسلام کا

☆ لیکچرار شریعہ فیکلٹی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

موقف ایک اجتہادی رائے ہے اور مختلف فیہ ہے یا یہ ایک محکم اور ناقابل تغیر شرعی حکم ہے اور متفق علیہ مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے یہ بہت اہم سوال ہے جو انتہائی سنجیدہ علمی و تحقیقی جواب کا متقاضی ہے۔ یہاں پر مختصراً اس سوال کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

فقہ اسلامی میں عورت کی گواہی کے بارے میں پانچ مختلف حوالوں سے بحث کی گئی ہے!

۱۔ حد زنا میں گواہی
۲۔ دیگر حدود اور قصاص میں گواہی
۳۔ نکاح و طلاق اور غیر مالی امور میں گواہی
۴۔ مالی امور و معاہدات میں گواہی
۵۔ عورتوں کے مخصوص معاملات میں گواہی

اولاً: حد زنا میں عورت کی گواہی

فقہاء اربعہ اس امر پر متفق ہیں کہ حد زنا میں عورت کی گواہی معتبر نہیں ہو گی۔

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "المغنی" کے مولف ابن قدامہ فرماتے ہیں:

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ زنا میں چار سے کم گواہوں کی شہادت معتبر نہیں۔ اس کی بنیاد یہ نص ہے: لولا جاؤا علیہ باربعة شهداء۔ نبی اکرمؐ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا "چار گواہ لاؤ یا تمہاری پیٹھ پر کوڑے پڑیں گے" ان کا اس امر پر بھی اجماع ہے کہ وہ گواہ عادل ہوں ـــــ اور آزاد مرد ہوں۔ عورتوں اور غلاموں کی گواہی درست نہیں۔ یہی رائے امام مالک، امام شافعی اور اصحاب رائے کی ہے"۔ (۱)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "ہدایہ" میں ہے۔

"گواہی سے مراد یہ ہے کہ چار گواہ ایک مرد اور ایک عورت پر زنا کی گواہی دیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " فاستشهدوا علیهن أربعة منكم" "یعنی ایسی عورتوں پر اپنوں میں سے چار شخص گواہ طلب کرو" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " ثم لم یاتوا باربعة شهداء " "پھر وہ لوگ چار گواہ نہ لائے" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد سے جس نے اپنی زوجہ پر زنا کی تہمت لگائی تھی یوں فرمایا تھا: "چار مرد لاؤ جو تیرے قول کی سچائی پر گواہی دیں۔ چار مردوں کی شرط لگانے

میں پردہ پوشی کا بھی مقصد پورا ہو جاتا ہے" (۲)

فقہ مالکی کی کتاب "المدونۃ الکبریٰ" میں ہے۔

"اگر چار تومیوں نے ایک آدمی پر زنا کی شہادت دی تو قاضی کو چاہیے کہ ان سے پوچھے کہ اس نے عورت کے ساتھ زنا کیا ہے یا نہیں ــــــ" (۳)

فقہ شافعی کی مشہور کتب المہذب (۴) اور مغنی المحتاج (۵) میں بھی بصراحت چار مردوں کا ذکر آیا ہے۔

ثانیا: دیگر حدود اور قصاص میں گواہی

فقہاء اربعہ اس امر پر بھی متفق ہیں کہ دیگر حدود و قصاص میں بھی عورت کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ ابن قدامہ نے اس مسئلہ پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔ (۶)

حدود و قصاص میں عورت کی شہادت غیر معتبر ہونے سے متعلق فقہاء کے دلائل یہ ہیں۔

۱۔ سورۃ نساء کی آیت ۶ : "فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم" (۷)

۲۔ سورۃ نور کی آیات : "ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء" (۸) اور "لولا جاءوا علیہ باربعۃ شھداء" (۹) ان تمام آیات میں صیغہ تذکیر استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ "شارع کا مقصود مرد گواہ ہیں۔

مصنف کا یہ دعویٰ کہ سابقہ آیات میں مذکور "شھداء" یا "اربعہ" کے الفاظ میں جو مذکر صیغہ میں آئے ہیں گواہوں کی جنس کو ثابت نہیں کرتے، ایک بلا دلیل دعوی ہے۔ یہ درست ہے کہ قرآن و سنت کی نصوص میں تذکیر کا صیغہ عام طور پر صیغہ جنس کیلئے استعمال ہوا ہے جس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں لیکن یہ قرآن کا کوئی کلی اصول نہیں ہے ۔ قرآن کی نصوص میں بعض جگہ صرف مردوں کو خطاب کیا گیا ہے اور بعض جگہ صرف عورتوں کو ۔ قتال کے احکام یا مردوں کی برتری و "قوامیت" جیسے احکام کے مخاطب صرف مرد ہیں جبکہ حجاب کے احکام میں خطاب عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ بعض نصوص میں دونوں کو الگ الگ خطاب کیا گیا ہے ۔ السارق و السارقۃ، الزانیۃ والزانی، ان المسلمین و المسلمات ــــ اس کی مثالیں ہیں ۔ "اربعۃ شھداء" اور "منکم" جیسی عبارات میں خطاب مردوں کے ساتھ مخصوص ہے ۔ اس کی سب سے

بڑی دلیل یہ ہے کہ سلف سے اس پر اتفاق چلا آ رہا ہے۔ متقدمین مفسرین نے بصراحت اس سے مرد مراد لئے ہیں اور اس میں عورتوں کی شمولیت کی نفی کی ہے۔ چند تفاسیر کے حوالے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

"الجامع لاحکام القرآن" میں قرطبی " فاستشهدوا علیهن اربعة منكم" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولابد ان یکون الشهود ذکورا لقوله "منکم" ۔ "گواہوں کو مرد ہونا چاہئے لفظ "منکم" کا اشارہ اسی جانب ہے" (۱۰)

مصنف کتاب نے لکھا ہے کہ "منکم" سے مراد گواہوں کی عدالت ہے۔ قرطبی نے اس بات کو بھی رد کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عدالت کی شرط الگ سے بیوع اور رجعت میں قرآن نے بیان کی ہے ان کے الفاظ ہیں: لان الله شرط العدالة فی البیوع والرجعة" رجعت کیلئے قرآن میں یوں آیا ہے ۔ "واشهدوا ذوی عدل منکم" یہ شرط یہاں بھی یعنی جرم زنا میں بھی معتبر ہوگی"۔ (۱۱)

قرطبی کے علاوہ لاتعداد دیگر مفسرین نے بھی ان آیات کے ضمن میں "مرد گواہوں" کی شرط کا ذکر کیا ہے۔ طبری (۱۲) ، رازی (۱۳) ابن العربی، (۱۴) ابی حیان الاندلسی، (۱۵) بیضاوی (۱۶) نسفی اور دیگر کئی مفسرین نے یہی موقف اختیار کیا ہے معاصر مفسرین میں محمد امین بن محمد المختار (۱۷) محمد علی الصابونی (۱۸) ، اسماعیل حقی (۱۹) وغیرہ کے ہاں بھی یہی تفسیر ملتی ہے۔ یہاں صرف نمونہ کے طور پر چند تفاسیر نقل کی گئی ہیں ورنہ درجنوں ایسی تفاسیر ہیں جو ہمارے موقف کی تائید کرتی ہیں۔ قدیم و جدید تفاسیر میں کوئی ایسا اشارہ نہیں ملتا کہ قرآن میں مذکور "شہداء" کے مفہوم میں عورتیں بھی شامل ہیں۔

۳۔ قرآن کے علاوہ احادیث و آثار سے بھی عورت کی گواہی کا عدم اعتبار ثابت ہے۔ چند دلائل یہ ہیں:

امام زہریؒ روایت کرتے ہیں: " مضت السنة من رسول الله صلی الله علیه وسلم والخلیفتین بعده انه لاتجوز شهادة النساء فی الحدود والدماء" (۲۰)

ب۔ سعید بن المسیب حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ "عورت کی گواہی طلاق، نکاح، قصاص اور حدود میں جائز نہیں۔" (۲۱)

حضرت علیؓ سے بھی اسی مفہوم کی ایک روایت مروی ہے۔

ثالثاً: نکاح و طلاق میں گواہی

جمہور فقہاء کے نزدیک نکاح، طلاق، رجعت، ایلاء، ظہار، نسب، وکالت وغیرہ میں بھی عورت کی گواہی غیر معتبر ہے (۲۲)۔ احناف کے نزدیک ان معاملات میں عورت مرد کے ساتھ ملکر گواہی دے سکتی ہے، علیحدہ نہیں (۲۳)

رجعت کے سلسلہ میں دو مرد گواہوں کی شرط کا ثبوت قرآنی آیت " واشھدوا ذوی عدل منکم" سے ملتا ہے، جبکہ نکاح میں گواہی کا ثبوت حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی یہ حدیث ہے کہ "لا نکاح الا بولی و شاھدی عدل" (۲۴)

رابعاً: مالی معلات میں گواہی

فقہاء کے نزدیک مالی معاہدات جن میں لین دین، بیع، وقف، اجارہ، ھبہ، صلح، مساقاۃ، و مضاربت، شرکت وغیرہ شامل ہیں، ان میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے۔ اس کی بنیاد سورہ نساء کی آیت "واستشھدوا شھدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان" (۲۵) ہے۔ اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان مکمل اتفاق ہے۔

وہ امور جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں صرف عورتوں ہی کی شہادت معتبر ہے۔ اس کے دلائل احادیث و آثار میں کثرت سے ملتے ہیں۔

ابن قیم کا نقطۂ نظر

ابن قیم جن کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ انہوں نے عورت کی شہادت کے اعتبار کو بحال کیا ہے، وہ بھی عملاً نصف شہادت ہی کے قائل ہیں۔ عورتوں کے مخصوص معاملات کے علاوہ دوسرے امور میں وہ عورتوں کی علیحدہ گواہی کے قائل نہیں۔ ابن القیم کے نزدیک دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ چنانچہ وہ حد زنا میں یہ گواہی اسی صورت میں قبول کرتے ہیں جب گواہی دینے والی عورتوں کی تعداد مردوں سے دوگنی

ہو۔ ان کے نزدیک یہ گواہی اسی صورت میں معتبر ہو گی جب گواہ تین مرد اور دو عورتیں ہوں' یا دو مرد اور چار عورتیں ہوں یا ایک مرد اور چھ عورتیں ہوں" (۴۶)

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہاء کے نزدیک عورت کی گواہی حدود و قصاص میں غیر معتبر ہے۔ نکاح و طلاق میں بھی جمہور کا یہی نقطۂ نظر ہے۔ مالی امور میں وہ مردوں کے ساتھ گواہ بن سکتی ہیں۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔

بدایہ المجتہد کے مصنف ابن رشد اس مسئلہ پر امت کا اجماع نقل کرتے ہیں:

"تمام مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ زنا چار عادل مردوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے۔ وہ اس پر بھی متفق ہیں کہ زنا کے ماسوا باقی تمام حقوق دو عادل مردوں کی گواہی سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس امر پر بھی ان کا اجماع ہے کہ مالی معاملات ایک عادل مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہو سکتے ہیں" (۴۷) ابن حجر نے بھی اسی طرح کے اجماع کا ذکر کیا ہے (۴۸)

اس سے مصنف کی یہ بات غلط ثابت ہو جاتی ہے کہ عورت کی گواہی پر کسی بھی دور میں اتفاق نہیں رہا' اور یہ کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے' اس کی بنیاد ایک مخصوص معاشرت تھی جو اب بدل چکی ہے۔ اور یہ کہ نئے حالات و زمانے میں اس پر نیا اجتہاد ہو سکتا ہے۔

تاہم فقہاء کی ان آراء اور اس مسئلہ پر اجماع امت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ اسلام میں عورت کی حیثیت مرد کے مقابلہ میں کمتر ہے' قطعی بے محل اور بلاجواز نتیجہ ہے۔ حدود و قصاص میں عورت کی شہادت کے عدم اعتبار کا مال صرف اس قدر ہے کہ شارع نے اسے اس بار سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ شہادت' جیسا کہ خود مصنف نے بیان کیا ہے' ایک ذمہ داری ہے' حق یا استحقاق نہیں ۔ اس ذمہ داری سے خود شارع نے اسے اس کے مخصوص حالات اور کیفیات کی بنا پر مستثنیٰ کیا ہے ۔ یہ ایک سہولت ہے' دوسرے الفاظ میں عورت کے ساتھ یہ ایک امتیازی رعایت ہے۔ آخر یہ کون سے اعزاز کی بات ہے کہ عورت عدالتوں کے چکر کاٹتی رہے۔ اور وکیل کی جرح اور اس کے تابڑ توڑ حملوں کو کٹہرے میں کھڑی سہتی رہے۔ زنا جیسے جرم میں گواہوں پر جس طرح کی جرح ہوتی ہے' اور جو تفصیلات و جزئیات ان سے پوچھی جاتی ہیں' ان کے پیش نظر تو یہ حقیقت اور بھی نمایاں ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ حد زنا میں عورت کی شہادت کا عدم اعتبار عورت کے لئے قدرت کا بہت بڑا انعام ہے' کوئی زیادتی و ناانصافی نہیں اگر اس کی

شہادت مرد کی شہادت کی طرح ہی مطلوب ہوتی تو وہ اپنے فطری حیا کی بنا پر بہت بڑی مشکل اور آزمائش میں پڑ جاتی۔

سورۃ بقرہ کی وہ آیت جس کی رو سے مالی معاملات میں ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دے سکتے ہیں' اس کا مال بھی یہ ہے کہ شریعت نے عورت کو یہ سہولت دی ہے کہ گواہی کے وقت وہ اپنے ساتھ ایک دوسری معاون عورت لے جا سکتی ہے۔ یہ سہولت دنیا کے کسی دوسرے نظام قانون میں عورت کو میسر نہیں۔

کتاب میں املائی و طباعتی اغلاط بہت زیادہ ہیں نمونہ کیلئے بعض کی نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ مصنف طبع دوم میں ان کی اصلاح فرما سکیں۔ خاص طور پر آیات کریمہ کے اندراج میں خصوصی احتیاط کی ضرورت ہے۔ مثلاً صفحہ ۲۲ پر آیت یوں نقل کی گئی ہے۔ "شھدوا انه لا اله الا هو ....الخ" جبکہ آیت یوں ہے: "شهد الله انه لا اله الا هو ...." صفحہ ۲۳ پر سورہ یوسف کی آیت یوں نقل کی گئی ہے "وشهد شاهد فی اهلها" جبکہ آیت "وشهد شاهد من اهلها" ہے۔ صفحہ ۲۲ پر سورہ نور کی آیت یوں لکھی گئی ہے: ولیشهد عذابهما طائفة فی المومنین" درست یوں ہے: ولیشهد عذابهما طائفة من المومنین"۔ سورۃ نور کی آیت ۴ میں "باَربعة شهداء کی بجائے اربعة شهداء" کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں ۔ صفحہ ۳۳ پر آیت میں مذکور لفظ "رآی" کو "راء" لکھا گیا ہے۔ یہی غلطی صفحہ ۳۴ پر دہرائی گئی ہے۔ صفحہ ۴۰ پر آیت "هل یستوی الذین یعلمون و الذین لایعلمون" کو مصنف نے "هل یستوبان الذین یعلمون والذین لایعلمون" لکھا ہے۔ صفحہ ۴۷ پر سورہ نساء کی آیت ۱۳۵ میں فلاتتبعوا الهوی" کو تتبعوا الهوی" لکھا گیا ہے صفحہ ۱۰۰ پر آیت "واللذان یاتیانها منکم ..." کو واللذین یاتینها منکم" نقل کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۳۸ پر ولاتسئموا ان تکتبوه ...." کو "ولاتسموا" نقل کیا گیا ہے۔ اگلے صفحہ پر "و ادنی الا ترتابو" کو و اولی ان لاترتابوا" نقل کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۴۲ پر "یعلمکم الله" کو "یعلکم الله" لکھا گیا ہے احادیث بھی کئی مقامات پر غلط نقل کی گئی ہیں۔ صفحات ۳۱' ۶۰' ۶۱' ۱۰۸ پر نقل کی گئی احادیث میں کئی الفاظ اور عبارتیں غلط ہیں۔

علاوہ ازیں دیگر کئی عبارتوں اور الفاظ میں بھی بے شمار املائی اغلاط پائی جاتی ہیں۔ طابع کو تابع' مساہلت کو مساحلت' عبقری کو ابقری لکھ دیا گیا ہے۔ کتابوں کے نام بھی کئی مقامات پر غلط

نقل کئے گئے ہیں۔ "کشاف اصطلاحات الفنون" کو کشف اصطلاحات الفنون" اور "کشاف القناع" کو "کشف القناع" لکھا گیا ہے حوالہ جات کا بھی اہتمام نہیں کیا گیا' جو اس طرح کے ایک اہم موضوع پر لکھی جانے والی کتاب کیلئے از بس ضروری ہے۔

مراجع

۱۔ ابن قدامہ عبداللہ بن احمد المقدسی' المغنی' دارالفکر' بیروت' مسئلہ نمبر۸۳۳۱' جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔

۲۔ ابوالحسن علی بن ابی بکر الرغینانی' الھدایہ' طبع: مکتبہ رحیمیہ دیوبند' ہند' ۱۳۷۸' جلد ۲ ص ۴۸۲۔

۳۔ مالک بن انس' المدونۃ الکبری بروایت سحنون المغربی' طبع: قاہرہ' مصر ۱۳۲۳ھ' ۳۵/۱۶۔

۴۔ شیرازی: ابراہیم بن علی بن یوسف' المھذب فی فقۃ الامام الشافعی' طبع' مصطفیٰ الحلبی و اولادہ' مصر' ۱۳۴۳ھ' جلد ۲ ص ۳۳۴۔

۵۔ خطیب' محمد الشربینی الخطیب' مغنی المحتاج' طبع: المکتبہ التجاریہ الکبری' مصر' جلد ۴ ص ۴۴۱۔

۶۔ ابن قدامہ' المغنی مسئلہ نمبر ۸۳۴۳' جلد ۱۰ ص ۱۵۶۔

۷۔ سورہ نساء' آیت نمبر ۱۵۔

۸۔ سورہ نور' آیت نمبر

۹۔ سورۃ نور' آیت نمبر

۱۰۔ قرطبی: محمد بن احمد الانصاری' الجامع لاحکام القرآن' موسسۃ مناھج العرفان' بیروت جلد ۳ ص ۸۴۔

۱۱۔ حوالہ مذکورہ۔

۱۲۔ ابن جریر طبری' جامع البیان عن تاویل آی القرآن' طبع: مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ' مصر' ط۔ ۳' ۱۳۷۳ھ۔ ۱۹۵۴ء' جلد ۴ ص ۲۹۲۔

۱۳۔ رازی: فخرالدین محمد بن عمر رازی' التفسیر الکبیر / مفاتیح الغیب': دارالکتب العلمیہ' بیروت لبنان' ط۔۱' ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰م' جلد ۵' جزء ۹ ص ۱۸۷۔

۱۴۔ ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، تحقیق: محمد علی البجاوی، دارالمعرفۃ، بیروت جلد ۱، ص ۳۵۶۔

۱۵۔ ابی حیان الاندلسی، البحر المحیط، دارالفکر، بیروت، ط۔ ۳، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳م، جلد ۳، ص ۱۹۵۔

۱۶۔ کتاب مجموعۃ من التفاسیر، (بیضاوی، نسفی، خازن) داراحیاء التراث العربی، بیروت جلد ۲ ص ۳۲، ۳۳

۱۷۔ محمد امین بن محمد المختار الشنقیطی، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، المطابع الاہلیۃ للافسٹ، ریاض، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۹۳ء، جلد ۶ ص ۱۳۔

۱۸۔ محمد علی الصابونی، صفوۃ التفاسیر، دار القرآن الکریم، بیروت، لبنان، ط ۴۰، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء، جلد ا ص ۲۶۵

۱۹۔ اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء، جلد ۲ ص ۱۷۶۔

۲۰۔ المصنف لعبد الرزاق، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ / ۱۹۱۰ھ، ط۔ا، کتاب الحدود، باب فی شہادۃ النساء فی الحدود، جلد ۸ ص ۳۳۰۔

۲۱۔ مصنف لابن شیبہ، کتاب الحدود، باب فی شہادۃ النساء فی الحدود، جلد ۱۰ ص ۵۸۔

۲۲۔ ابن قدامہ، المغنی، مسئلہ نمبر ۸۳۳۳، جلد ۱۰، ص ۱۵۶۔

۲۳۔ کاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، جلد ۶ ص ۲۷۹۔

۲۴۔ البیہقی، السنن الکبری، طبع: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، جلد ۷، ص ۱۲۵۔

۲۵۔ سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۸۲۔

۲۶۔ ابن القیم، اعلام الموقعین، تحقیق و ضبط: عبدالرحمن الوکیل، دارالکتب الحدیثۃ بعابدین، مطبعۃ المدنی، قاہرہ، ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء، جلد ۱، ص ۱۰۰، نیز دیکھئے: الطرق الحکمیۃ، مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ، قاہرہ، ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء۔

۲۷۔ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، مکتبہ علمیہ لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۴ء، جلد ۲ ص ۳۴۸۔

۲۸۔ ابن حجر، فتح الباری، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط۔ ۱، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۹ء، جلد ۵، ص ۳۳۴۔